السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک نوجوان کا کسی دوشیرہ سے نکاح ہوگیا، اس کے بعد اس نوجوان کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں جبکہ اس کا سسر نکاح سے پہلے انتقال کرچکا تھا تو کیا اس نوجوان کا باپ اس کی ساس سے نکاح کرسکتا ہے؟ شریعت کی رو سے جواز ممانعت واضح فرمائیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن کریم نے تفصیل سے وضاحت کی ہے کہ کن کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ان میں سات خونی، دو رضاعی اور تین سسرالی رشتہ دار خواتین ہیں، اسی طرح بیک وقت دو بہنوں کو اپنے عقد میں رکھنا بھی حرام قرار دیا ہے نیز شادی شدہ منکوحہ عورت سے بھی نکاح حرام ہے، احادیث میں مزید دو رشتوں کی ممانعت کا ذکر ہے کہ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ، بھانجی کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جاسکتا، ان محرمات میں بیٹے کی ساس کا کوئی ذکر نہیں ہے لہٰذا اس سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَأُحِلَّ لَكُم ما وَراءَ ذٰلِكُم أَن تَبتَغوا بِأَموٰلِكُم مُحصِنينَ غَيرَ مُسـٰفِحينَ ... ٢٤ ... سورة النساء

''ان کے ماسوا جتنی بھی عورتیں ہیں انہیں اپنے مال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے جائز قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ اس سے تمہارا مقصد نکاح میں لانا ہو، محض شہوت زنی نہ ہو۔''

صورتِ مسؤلہ میں نوجوان کا باپ اس کی ساس سے نکاح کرسکتا ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

## جلد:3، صفحہ نمبر:362

### محدث فتویٰ